Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:2، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

اُردو زبان میں اصطلاحات سازی: تاریخ، رجحانات اور مسائل

Terminology Formation in Urdu: History, Trends, and Challenges

Dr. Mustansar Hussain Jami
Assistant Professor Department of Urdu, MY University, Japan Road, Islamabad
dr.mustansarhussain@myu.edu.pk
Dr. Muhammad Waseem Anjum
Head of Urdu Department, MY University, Japan Road, Islamabad. hodurdu@myu.edu.pk
Dr. Sadia Tahir
Assistant Professor Department of Urdu, Federal Urdu University, Islamabad. sadia.tahir@fuuast.edu.pk

ڈاکٹر مستنصر حسین جامیؔ
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو مائی یونیورسٹی، جاپان روڈ، اسلام آباد
ڈاکٹر محمد وسیم انجم
صدر شعبہ اُردو مائی یونیورسٹی، جاپان روڈ، اسلام آباد
ڈاکٹر سعدیہ طاہر
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو فیڈرل اُردو یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

This paper explores the evolution and methodology of terminology formation (istilahāt sāzī) in the Urdu language, emphasizing its importance for intellectual and linguistic modernization in response to advancements in science, technology, and global communication. Beginning with colonial-era reforms and institutions like Fort William College and Osmania University, and continuing through post-independence efforts in Pakistan, the study examines various approaches to term creation—ranging from Arabic-Persian derivation to English borrowings and hybrid methods reflecting Urdu's diverse character. It analyzes linguistic processes such as compounding, affixation, and semantic adaptation, and argues for terminology that is context-sensitive, user-friendly, and culturally relevant. The paper ultimately advocates for a collaborative, interdisciplinary, and future-oriented strategy to ensure that Urdu terminology remains authentic yet practically applicable in contemporary academic and social contexts.

Keywords: *Urdu Terminology, Istilahāt Sāzī, Linguistic Modernization, Scientific Vocabulary in Urdu, Language Planning, Compound Terms*

کلیدی الفاظ: اُردو اِصطلاحات، اصطلاحات سازی، لسانی جدیدیت، اُردو میں سائنسی ذخیرہ الفاظ، لسانی منصوبہ بندی، مرکب الفاظ

اصطلاحات اپنی افادیت اور معنی خیزی کی بنیاد پر انسانیت کے ساتھ ساتھ ارتقائی مراحل سے برابر گزرتی رہی ہیں۔ یہ دنیا کی ہر زندہ زبان میں زندگی کی علامت ہیں۔ یہ تاریخی، سماجی، تہذیبی، مذہبی، سائنسی ترقی کی گواہ اور حوالہ ہیں۔ اُردو زبان چوں کہ ہشت پہلو خوبیوں کی حامل کئی دیگر زبانوں کی مرہون منت ہے۔ اس لیے اُردو اصطلاحات کا کام آسان بھی ہے اور مشکل بھی، آسان اس لیے کہ اصطلاحات وضع کرنے کے لیے اسے کے پاس عربی، فارسی، ہندی، پنجابی وغیرہ زبان کے الفاظ ہیں اور مشکل اس لحاظ سے کہ ان اصطلاحات میں وقت گزرنے کے ساتھ کئی معدوم ہو جاتی ہیں اور اگر انہیں کوئی اپنی تحریر یا تقریر میں استعمال کرتا ہے تو اُسے سمجھنا ہر خاص عام کے بس کی بات نہیں رہتی۔ اصطلاحات سازی کے عمل کو سمجھنے کے لیے ہم تفصیلاً اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

اصطلاح کے لغوی معنی و مفہوم:

"وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن وغیرہ کے ماہرین یا کسی جماعت نے مقرر کر لیے ہوں"(۱)"دوسرے معنی مقرر کرنا"(۲)"جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اُس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی ٹھہرا لیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصالحت کر کے کچھ معنی مقرر کر لینے کے ہیں"(۳)

اصطلاح سازی کی ضرورت و اہمیت:

اصطلاحات سازی کسی بھی زبان کی صحت اور زندگی کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک ہے۔ دنیا کی کسی بھی زبان کو دوسری ترقی یافتہ زبانوں اور معاشروں کے ساتھ چلنے کے لیے اصطلاحات سازی میں روزانہ کی بنیاد پر جدتِ عمل کی ضرورت ہے۔ اپنی زبان کی جداگانہ شناخت قائم رکھنے کے لیے روزمرہ بول چال میں اشیاء کے ناموں اور نئی نئی ایجادات کے لیے اصطلاحات واضع کرنا انتہائی اہمیت کا حامل عمل ہے۔ بقول ڈاکٹر اشرف کمال:

> "زندگی کا ہر شعبہ اپنی روز افزوں ترقی کے ساتھ جہاں نئے علوم و فنون سے مالا مال ہو رہا ہے وہاں زبانیں بھی ترقی اور وسعت سے ہمکنار ہو رہی ہیں۔ زبانوں کی یہ ترقی نئے نئے الفاظ و تراکیب اور ان کی اصطلاحات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے نئے لسانی امکانات کی تشکیل کا فریضہ سرانجام دینے کی سعی میں مصروف کار ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئی نئی ایجادات کی وجہ سے الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ روز بروز زبان کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔"(۴)

کسی بھی زبان میں غیر زبان کا لفظ استعمال سے پہلے اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے پہلے اصطلاح سازی کے عمل سے گزارا جائے اور اسے اپنی زبان کے مزاج کے مطابق ڈھالا جائے۔ بقول معروف محقق و نقاد ڈاکٹر جمیل جالبی:

> "ہر زندہ زبان میں، علوم و فنون کی سطح پر، اصطلاحات سازی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر مروج معنی کے علاوہ کسی لفظ کے کوئی اور معنی صلاح و مشورہ سے مقرر کر لیے جائیں تو معنی کی اس صورت کو اصطلاح کہتے ہیں۔"(۵)

دنیا کی ہر زندہ زبان میں ارتقا کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس ارتقا کے عمل کی بنیادی ضرورت اُس زبان میں دورِ جدید کے مطابق نئے الفاظ اور نئی اصطلاحات کا شامل ہونا ہے۔ جدید علوم و فنون کے پھیلاؤ اور تدریس کے نئے زاویوں کے حوالے سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی جہاں پوری دنیا میں انسانی معاشروں پر اثر انداز ہوئی ہے۔ وہاں زبان و بیان اور شعر و ادب پر بھی اس نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ دورِ حاضر کے ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ اور کمپیوٹر کی ترقی کی وجہ سے انسان سوچ کی بلندی اور وسعتِ نظری میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔

سائنس کی ترقی نے تعلیم و تدریس اور علم و ادب کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس تبدیلی کے اثرات لوگوں تک پہنچانے کے لیے زبان پہلا اور بنیادی ذریعہ ہے۔ اس لیے زبان کو بھی روزمرہ نئی نئی ایجادات اور اختراعات کو اپنے اندر سمونے کے لیے جدید تقاضوں کے مطابق تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں اصطلاحات سازی کی اہمیت دوچند ہے۔ زبان کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے اصطلاحات سازی کے عمل کو مستقل بنیادوں پر جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر اشرف کمال ڈاکٹر معین الدین عقیل کا حوالہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ”سائنس ہماری زندگی کا ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ترقی کی رفتار اور تحقیق کی سمتیں دیگر علوم سے کہیں زیادہ ہیں اور آج مادی دنیا ترجیحاً اس میں دلچسپی لے کر اور اسے اپنا مرکزِ توجہ بنا کر اس سے زیادہ سے زیادہ آسائشیں اور فائدے حاصل کرنا چاہتی ہے۔“(۶)

آج اُردُو زبان میں اصطلاحات سازی کی ضرورت اہمیت سے کسی طور غفلت نہیں برتی جاسکتی ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر ملکی الفاظ کی مناسب، معیاری اور مستند اصطلاحات کو رائج کیا جائے اور ان اصطلاحات کی تنظیم، درستی اور ابلاغ کا خاص خیال رکھا جائے۔ اُردُو میں اصطلاحات کو آسان فہم اور غیر پیچیدہ بنانا چاہیے تاکہ ان اصطلاحات کو عملاً برتنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ موجودہ دور میں اگر یورپی زبان کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ہم پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اہل یورپ نے جدید علمی اور سائنسی اصطلاحات کو یونانی زبان سے اخذ کیا ہے لیکن اہم نکتہ یہ ہے کہ ان اصطلاحات کو یونانی زبان کی بجائے رومن انگلش حروف میں ڈھال کر اپنی زبان اور اپنے لوگوں کے لیے سہل بنایا ہے۔ زبان کی ترقی دراصل اُس قوم کی ترقی کی علامت ہے۔ شان الحق حقی اپنے مضمون میں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”زبانیں قوموں کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی ہیں اور ان کا علمی پایہ ہمیشہ اپنی قوم کی ذہنی سطح کے متوازن رہتا ہے ماہرین لسانیات نے کوئی ۱۴ طریقے گنائے ہیں جن سے کام لے کر کوئی زبان نئے لفظ بناتی ہے اور اپنی لغوی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ ان میں دوسری زبانوں سے سیدھا سیدھا اکتساب بھی شامل ہے۔ اور اپنے اندرونی وسائل سے کام لینا بھی۔“(۷)

ترقی یافتہ قوموں کی ایجاد کردہ اصطلاحات کے لیے دنیا کی دوسری قوموں کو اُن پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ یہ ترقی ان قوموں میں صرف زبان کی سطح پر نہیں ہوئی بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ آج دنیا کو ہر نئی سائنسی ایجاد کے لیے ان ممالک کی زبانوں سے استفادہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر اشرف کمال ڈاکٹر عطش درانی کا حولہ نقل کرتے ہیں:

> ”یہ دور انکشافات، ایجادات اور علوم وفنون میں تیز رفتار ترقی کا ہے۔ اس لیے اصطلاحات کا وجود میں آنا ناگریز ہے۔ چونکہ عموماً ترقی یافتہ ممالک ہی علمی میدان میں آگے ہیں۔ اس لیے اصطلاحات بھی انھی کی زبانوں میں واضع ہوتی ہیں۔ اس میدان میں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، روسی اور جاپانی زبانیں دورِ جدید میں سب سے آگے ہیں۔“(۸)

اصطلاحات سازی انتہائی مشکل اور مشقت طلب کام ہے اس فن میں علمی مہارت کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں اور دیگر علوم کا علم ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں الفاظ منتقل کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ جس لفظ کا مترادف کوئی اصطلاح بنائی جارہی ہے وہ اُس لفظ یا عمل کے مفہوم کو واضح کرتی ہو۔ اس کے علاوہ اصطلاح طویل نہ ہو مختصر ہونی چاہیے تاکہ مقبول عام ہو سکے اور لوگوں کو بولنے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے ساتھ نئی بنائی گئی اصطلاحات کو زبان کے مزاج ترکیب اور بناوٹ میں اُس زبان کے قواعد اور ضوابط سے ربط ظاہر ہونا چاہیے۔ زبان قوموں کو یکجا رکھنے سنوارنے اور بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہ زبان ہی ہے جو معاشرے میں تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں کو بحال رکھتی ہے۔ اس لیے قومیں اپنی زبان کی آبیاری کے لیے فکر مند رہتی ہیں اور اپنی زبان کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ

رکھنے کے لیے نئی نئی اصطلاحات ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جو اپنائیت اور سمجھ اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرنے سے آتی ہے وہ دوسروں کی زبان پر لاکھ درجہ عبور کے باوجود بھی نہیں آسکتی۔

حاصل بحث یہ ہے کہ اُردو زبان میں اصطلاحات سازی کی اہمیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید سائنسی، معاشی، سیاسی اور علمی اصطلاحات کو کس طرح اُردو کے قالب میں ڈھالا جائے تاکہ وہ اُردو بولنے والوں کے لیے قابلِ فہم اور قابل استعمال بن سکیں۔ اگر جدید اصطلاحات کو مَن عن اُردو میں شامل کر لیا جائے جیسا کہ آج ہو رہا ہے تو وہ دن دور نہیں خالص اُردو اہل زبان کے لیے غیر مانوس اور انگریزی الفاظ سے بھری اُردو مانوس بلکہ بھلی زبان کی حیثیت اختیار کر لے گی۔

اصطلاحات سازی آغاز وابتدا:

اُردو میں اصطلاحات سازی کی ضرورت ابتدا میں سترھویں صدی کی آخری دہایوں میں محسوس کی گئی جب انگریزوں اور دوسرے غیر ملکیوں کو اُردو زبان سکھانے کے لیے قواعد اور لغات و اصطلاحات کی تدوین کا آغاز کیا گیا۔ اصطلاحات سازی کے عمل میں اُس وقت تیزی آئی جب اٹھارھویں صدی کے آغاز میں انگریزوں کو عدالتی اور انتظامی معاملات میں مشکلات پیش آئیں۔ اٹھارھویں صدی کے آواخر تک غیر ملکیوں کو اُردو سیکھانے کے مقصد سے باقاعدہ طور پر ایک ادارہ "فورٹ ولیم کالج" کے نام سے قائم کیا گیا۔ جو اُردو تراجم اور اصطلاحات سازی کی منزل کی طرف پہلا قدم ثابت ہوا۔

اُردو کی اہمیت سے کسی طور انکار ممکن نہ رہا اور ۱۸۳۵ء میں اُردو کو بطور دفتری زبان قرار دے دیا گیا۔ اُردو کا آغاز جب ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے کیا گیا تو یہ انتہائی کامیاب تجربہ رہا۔ انگریزی سے اُردو تراجم کے سلسلے میں سائنسی موضوعات پر کئی مضامین اور تقاریر لکھی گئیں۔ اس دور سے اُردو میں سائنسی اصطلاحات سازی کی اہمیت اُجاگر ہوئی اور کئی ادارے اسی ضمن میں قائم کئے گئے۔ ان میں قابل ذکر درج ذیل ہیں:

- "سائن ٹی فک سوسائٹی، لکھنو، ۱۸۳۱ء
- دھلی کالج، دھلی، ۱۸۲۹ء
- میڈیکل اسکول، آگرہ، ۱۸۵۴ء
- انجینئرنگ کالج، رڑکی، ۱۸۵۶ء"(۹)

درج بالا اداروں میں اصطلاحات سازی میں سب سے گراں قدر کام کرنے والا ادارہ "دھلی کالج" تھا جس میں اُردو بطور ذریعہ تعلیم رائج رہی۔ اُنیسویں صدی کے آواخر میں اُردو کی جگہ انگریزی رائج تھی خاص طور پر سائنسی تعلیم و تدریس کا ذریعہ انگریزی کا زبان بن چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود تراجم اور تحقیق و تصنیف کی صورت میں اُردو زبان میں ایک ضخیم ذخیرہ سائنسی علوم وفنون کا شامل ہو چکا تھا جسے نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا قیام کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ اس ادارے نے اُردو زبان میں میڈیکل انجینئرنگ، قانون، فلسفہ عمرانیات اور دیگر علوم وفنون کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا ان تمام مضامین کی اُردو میں تعلیم کے لیے ضروری تھا کہ اصطلاحات سازی کے کام کو عملی جامہ پہنایا جائے اس مقصد کے لیے ملک کے طول وعرض سے ماہر اور نامور اہلِ قلم کو ادارہ میں بلوایا گیا اور ان شخصیات نے پہلے پہل تعلیمی اصطلاحات واضع کیں ان اصطلاحات کو ان کتب کے آخر پر درج کر دیا گیا جس سے ایک عظیم الشان ذخیرہ اُردو علمی اصطلاحات کا فراہم ہو گیا۔

تعلیمی اصطلاحات سازی کے سلسلے میں انجمن ترقی اُردو (ہندو پاکستان) کی خدمات کو کسی طرح سے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی انہیں شخصیات میں چند نے اس کام کو بطور خاص جاری رکھا۔ انجمن ترقی اُردو پاکستان کے علاوہ جن اداروں نے اصطلاحات سازی کے عمل کو آگے بڑھایا ان میں سے چند کے نام ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کی کتاب "اُردو اصطلاح سازی" سے نقل کر رہا ہوں۔ جو کہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے شائع کی ہے:

"۔اُردو کالج کراچی، ۱۹۴۹ء- مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۵۰ء- سائن ٹی فک سوسائٹی، کراچی، ۱۹۵۵ء- مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۵۶ء- ترقی اُردو بورڈ، کراچی، ۱۹۵۸ء- مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، ۱۹۶۲ء"(۱۰)

اصطلاحات سازی میں سب سے نمایاں خدمات سرانجام دینے ولا ادارہ "انجمن ترقی اُردو پاکستان" ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "مجلس زبان دفتری حکومت پنجاب (پاکستان)" کا ذکر بھی ناگزیر ہے۔ اُردو میں اصطلاحات سازی کا عمل صرف اداروں کی مرہون منت نہیں بلکہ اہل علم نے نجی طور پر بھی اس کام کو سر انجام دیا اور اصطلاحات سازی کے میدان میں اپنا حصہ شامل کیا۔ ان شخصیات میں جامعہ عثمانیہ کے علما کا کردار اہم ہے، جنہیں انگریزی کے ساتھ فارسی اور عربی زبان پر بھی عبور تھا۔

اُردو زبان میں اصطلاحات سازی کے رائج رجحانات:

1. عربی اور فارسی زبان پر عبور رکھنے والے لوگوں کا پہلا گروہ ہے جو جامعہ عثمانیہ کے زیر سایہ اصطلاحات سازی کو سی مذہبی فریضے سے کم نہیں سمجھتے اور اصطلاحات سازی میں سب سے زیادہ عربی زبان و قواعد سے استفادہ حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں۔
2. دوسرا رجحان کے پروردہ وہ لوگ ہیں جو انگریزی زبان و لغت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن قومی زبان سے محبت آڑے آجاتی ہے۔ فارسی اور عربی سے لاعلمی کے سبب ادھر کا رُخ بھی نہیں کرسکتے اور اگر پاکستان کی علاقائی زبانوں سے استفادہ کرنا چاہیں تو اُن کے خیال میں ان میں اتنی سکت ہیں نہیں کہ وہ اصطلاحات سازی جیسے پیچیدہ کام میں اُن کی مدد کرسکیں۔
3. تیسرا گروہ اُن لوگوں پر محیط ہے جو تعداد میں تو کم ہیں۔ لیکن اُنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں پایا جانے والے رجحان کی بنیاد اس بات پر ہے کہ سائنسی اصطلاحات کو من و عن اُسی تلفظ کے ساتھ اپنالینا چاہیے۔ اس کی توجیہ میں وہ دو دلائل پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ من و عن اُسی تلفظ سے عالمی سطح پر افہام و تفہیم کا عمل بہتر ہوگا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ عربی زبان بذات خود انگریزی زبان کی اصطلاحات کو اُسی تلفظ میں قبول کرچکی ہے۔ آج دورِ حاضر میں اس گروہ کو رجحان سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔
4. چوتھا رجحان اُن صلح پسند لوگوں کا ہے جو ہر زبان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں یہ لوگ اُردو کی قدیم اور جدید روایت سے بھی روگردانی نہیں کرتے۔ انگریزی زبان و ادب سے بھی پیار کرتے ہیں۔ ہندی سے بھی مدد لینا جانتے ہیں اور اپنی مقامی زبانوں کو بھی حقارت سے نہیں دیکھتے اور اُنہیں بھی اپنے ساتھ منزل تک لے کے چلنا چاہتے ہیں۔

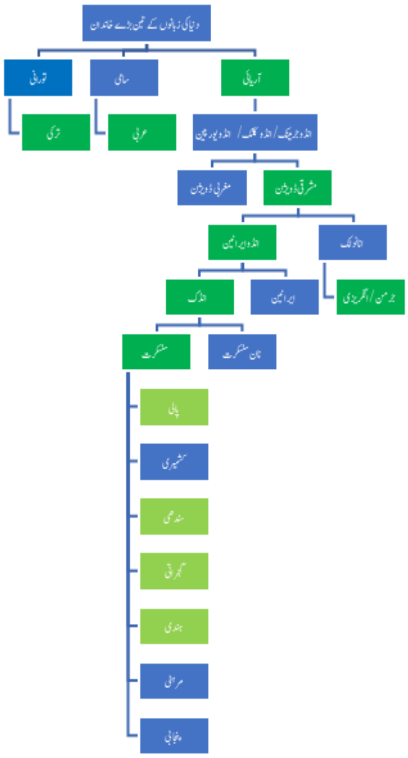

گرامر کے اصول و قواعد کی بنیاد پر اُردو کو آریائی خاندان میں شامل کیا جاتا ہے جبکہ عربی اور ترکی کے بے شمار الفاظ اس میں شامل ہیں لیکن علمائے السنہ نے اسے آریائی گروہ سے منسوب کیا ہے۔ ایک طائرانہ سا جائزہ اُن اصولوں کا بھی لینا ضروری ہے کہ جن کی بنیاد پر آریائی زبانوں میں لفظ سازی کا عمل آگے بڑھتا ہے اور پھر انہیں اصول و قواعد کے مطابق اُردو میں بھی لفظ سازی کی جاتی ہے۔

پہلا مشترک اصول:

دو الفاظ ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیئے جاتے ہیں یا پاس رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ان دو الفاظ کے درمیان بظاہر کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی گرامر کے لحاظ سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔ ایسے مرکب کو انگریزی میں (Juxta Positional Compound) یعنی مرکب امتزاجی کہتے ہیں۔ انگریزی سے امثال ملاحظہ فرمائیے:

Horse Race	Horse گھوڑا،	Race دوڑ (گھڑ دوڑ)
Lamp Oil	Lamp چراغ،	Oil تیل (چراغ کا تیل)
Post Man	Post ڈاک،	Man آدمی (ڈاک کا آدمی، ڈاکیا)

اُردو سے امثالیں ملاحظہ فرمائیے:

عمر قید　کفن چور　زن مرید

دوسرا مشترک اصول:

دوسرا اصول یہ ہے کہ جو الفاظ ایک دوسرے سے ملائے جائیں اُن میں گرامر کے لحاظ سے کوئی تعلق ضرور ہو۔ ایسے مرکب کو انگریزی میں (Syntactical Compound) یعنی اُردو میں "مرکبِ ارتباطی کہتے ہیں۔

انگریزی سے امثال:

Pick Pocket	Pick چُننا۔ اُٹھانا	Pocket جیب (جیب کترا)
Pas Time	Pas گزارنا	Time وقت (وقت گزارنا)
Shoe Maker	Shoe جوتے	Maker بنانے والا (جوتے بنانے والا)
Humming Bird	Humming بھنبھنانے والا	Bird پرندہ (بھنبھنانے والا پرندہ)

اُردو سے امثال:

اُٹھتی جوانی　مکھی چوس　اندھیر نگری　بڑی بات

تیسرا مشترک اصول:

تیسرا مشترک اصول جس سے بہت سے نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخر میں یا شروع میں ایک جز کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک لفظ ایک نئے مفہوم کے ساتھ بن جاتا ہے۔ جو جز لفظ کے شروع میں بڑھایا جاتا ہے۔ اس کو پرفکس Prefix یعنی سابقہ اور جو جز لفظ کے آخر پر بڑھایا جاتا ہے۔ اُسے Suffix یعنی لاحقہ کہتے ہیں۔ سامی زبانوں کے الفاظ میں یہ تغیر اشتقاق کے ذریعے رونپزیر ہوتا ہے۔ جس میں الفاظ کا مادہ ایک ہی رہتا ہے (مثال: عربی: ذَهَب / ذَهَبَت/ذَهبت)۔ لیکن آریائی زبانوں میں پہلے یا بعد میں اجزا کا اضافہ کیا جاتا ہے اور کئی

دفعہ اس عمل میں ایک سے زیادہ سابقے یالاحقے لگائے جاتے ہیں۔ اس عمل کے دوران اصل الفاظ کی شکل وہی رہتی ہے ۔ بعض دفعہ دولاحقے والے لفظ کے شروع میں ایک سابقے لگادینے سے ایک نیالفظ بن جاتا ہے۔(مثلاً: پرہیز/ پرہیز گار /ناپرہیز گار /ناپرہیز گاری)۔

انگریزی میں سابقوں کی امثال:

Ambi Ambition/ (ارادے)Ambi/ Ambidexter(دونوں ہاتھوں سے لکھنے ولا)

Amphi/ Amphitheatre(چاروں طرف سے سڑھیوں والا تھیئیٹر)

Amphi / Amphibia(خشکی اور پانی دونوں جگہ رہنے والا جانور، مینڈک)

Anti Antidemocrat/ غیر جمہور، Anti/ Antiterrorismدہشت گردی کے خلاف

اُردُو سے امثال:

اَ(نفی کے لیے)اَٹل/ اَمر/ اَچھوت اَن:اَن پڑھ/ اَن بن/ اَن دیکھا/ اَن مول باز:بازپُرس/ بازیافت/ بازگشت

بَر:بَرپا/ بَرتری/ بَرحق/ بَرمحل/ بَرگزیدہ

انگریزی زبان کے لاحقے:

Able/ Loveable(پیار کے قابل)Affordable(قابلِ گنجائش) Annual/ Al(سالانہ)،Arrival(آمد)،Personal(نجی)

اُردُو کے لاحقے:

آباد: حیدر آباد/ فیصل آباد/ اسلام آباد/ امین آباد ات: برسات/ بہتات آرا: انجمن آرا/ جہان آرا

بان: گلہ بان/ باغبان/ نگہبان/ دربان

اُردُو مصادر:

اُردُو مصادر کی دوبڑی اقسام ہیں۔ پہلی قسم کے مصادر آواز سے بنائے جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے مصادر عام لفظ سے بنائے جاتے ہیں۔

پہلی قسم کے مصادر کی مزید تین اقسام ہیں۔

1۔وہ مصادر جن میں آواز مکرّر ہے جیسے "بلبلانا"۔ 2۔وہ مصادر جن میں آواز پہلی آواز سے قدرے مختلف ہوتی ہے جیسے "کُلبلانا"۔

3۔وہ مصادر جن میں آواز مکرّر نہ ہو جیسے "جھپکنا"۔

آوازیں دوطرح کی ہیں۔ایک وہ جو کانوں سے سنی جاتی ہیں جیسے "بھونکنا"، "کائیں کائیں" وغیرہ۔دوسری طرح کی وہ آوازیں ہیں جو کانوں کی بجائے باقی چار حواس یعنی ذائقہ، لامسہ، باصرہ اور شامہ سے محسوس کرنے کے بعد اُنہیں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہ آوازیں کسی کیفیت یا مشاہدہ پر منحصر ہوتی ہیں۔ مثلاً: جھلملانا(تاروں)، جھلمل جھلمل کرنا(پانی)، پھڑپھڑانا(پرندوں)، تھرتھرانا(کانپنا)، ٹمٹمانا(تاروں)، سنسنانا()، کُڑکُڑانا(مرغی)۔

دوسری بنیادی قسم وہ ہے جس میں مصادر الفاظ سے بنائے جاتے ہیں۔اس کی مزید تین اقسام ہیں۔

1۔وہ مصادر جو ہندی سے بنائے جاتے ہیں۔مثلاً:(اٹکنا، تپانا، تیورانا، جُگالنا، للچانا)۔

2۔وہ مصادر جن کی بنیاد عربی زبان ہے۔مثلاً: بدلنا(بدل)، قبولنا(قبول)، دفنانا(دفن)۔

3۔ وہ مصادر جو دو الفاظ یا ایسے الفاظ سے بنائے گئے ہیں جو خود لاحقوں یا سابقوں سے مِل کر بنے ہیں مثلاً: آلکسنا (آلکس سے / آلکس = آل: (رُوکنا) اور کس: (حرکت))۔

دہرانا (دہرا سے / دہرا = دو + ہرا (علامت صفت)۔

وضع اصطلاحات:۔

دو قسم کے الفاظ ایسے ہیں جنہیں اصطلاحات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

1۔ مفرد الفاظ یا مفرد اصطلاحات

2۔ مرکب الفاظ یا مرکب اصطلاحات

مفرد الفاظ کی ایک بری تعداد ہر زبان میں پائی جاتی ہے جبکہ مرکب الفاظ کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ مفرد الفاظ کی یہ حالت شاید ترکیب لفظی کے وقت ان کی طرف توجہ نہ دینا تھی کہ یہ مفرد رہ گئے اور ابھی تک مفرد ہی ہیں۔

مفرد اصطلاحات کو بنانے کے لیے اصول:

1۔ مفرد اصطلاحات بنانے کے لیے ہم اُن تمام زبانوں سے الفاظ لے سکتے ہیں۔ جو ہماری زبان کے قدرتی عناصر میں شامل ہیں لیکن مددترکی اور انگریزی سے بھی لی جاسکتی ہے۔ ان زبانوں کے وہ الفاظ جو قبول عام ہیں صرف وہی استعمال کرنے چاہییں۔

2۔ کوشش کرنی چاہیے کہ جو مستعمل اور رائج الفاظ ہیں وہی استعمال کیے جائیں ان الفاظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوسکتے ہیں۔

مثلاً: اُردو: (دام: چار کوڑیاں، قیمت، جال، ۱۸ ماشہ کا وزن)، (شاخ: ٹہنی، سینگ، عیب، کمان کی لکڑی)۔

فارسی: (بار: بوجھ، پھل)، (نوا: آواز، موسیقی کے ایک مقام کا نام، اجازت، دوبارہ، خوراک)۔

عربی: (خبیر: خبردار، کاسنکار، گھاس، اون)، (رقیب: نگہبان، موکل، خدا کا ایک نام، تیسرا تیر)۔

3۔ کسی بھی اصطلاح میں اُس کے اصطلاحی معانی کی جھلک ہی ہوتی ہے مکمل طور پر معنی کبھی ظاہر نہیں ہوتے۔ مثلاً: گرامر میں "ضمیر" اُن الفاظ کو کہتے ہیں۔ جو کسی اسم کی جگہ پر بولے جائیں (وہ، اُن، انہیں، انہوں، آپ، اُس، ہم)۔ جبکہ اس کے اصلی معنی پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ اب ضمیر لفظ کو اصطلاحاً اس لیے اس مقصد کے لیے برتا گیا کیوں کہ ضمیریں پوشیدہ یا غائب اسما کی قائم مقامی کرتی ہیں۔ کوشش اس بات کی کرنی چاہیے کہ اسطلاحی معنی کا نمائیاں حصہ اصطلاحی لفظ سے ظاہر ہو۔

4۔ ہمیں اُردو کی عصری زبانوں کے رائج اور مشہور الفاظ استعمال کرنے چاہیں۔ اور موجودہ الفاظ کے نئے نئے معانی دریافت کرنے چاہییں۔ اس ضمن میں موجود الفاظ کے معانی اور نئے معنی کے درمیان جو تعلق قائم کیا جاسکتا ہے وہ تشبیہ، کنایے اور مجاز کا ہوسکتا ہے۔ مجازی معنوں میں سب سے زیادہ اصطلاحات بنائی جاسکتی ہیں۔

5۔ مفرد الفاظ بنانے کے لیے عربی گردان کے قاعدے پر اُردو میں نئے الفاظ بنائے جاسکتے ہیں۔ اور پھر ان مفرد الفاظ سے کئی مرکب اصطلاحات بنائی جاسکتی ہیں۔

مثلاً: نظر: (نظر، ناظر، ناظرہ، منظور، نظارہ، منظر، نظریہ، نظران، تناظر، مناظرہ، تنظار، انتظار، منتظر۔۔۔)

6۔ مفرد الفاظ سے اگر عربی طریقہ ترکیب کے مطابق اصطلاحات بنائی جائیں تو وہ جامد ہو کر رہ جاتی ہیں۔ لیکن اگر عربی مفرد الفاظ سے آریائی طریقہ ترکیب کے مطابق اُن سے مرکب اصطلاحات بنائی جائیں تو ہر طرح کی دشواری سے بچا جاسکتا ہے۔

7۔ کیا ہمیں انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور یورپ کی دیگر زبانوں کے الفاظ کو ایسے ہی اُسی تلفظ کے ساتھ اپنانا چاہیے یا اُنہیں اُردو نما بنالینا چاہیے جیسے عربی نے بہت سی اور زبانوں کے الفاظ کو معرّب کرلیا ہے اور اب یہ الفاظ عربی زبان کا حصہ ہیں (غاریقون، سقمونیا، زیابیطس، درہم، قولون)۔ ساتویں اصول کے مطابق چند نکات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے جو درج ذیل ہیں:

1۔ انگریزی کے الفاظ جو رائج ہو چکے ہیں، اُنہیں ویسے ہی رہنے دیں۔

2۔ حیوانات و نباتات کے نام اگر ممکن ہو تو تصرف کے ساتھ استعمال کیے جائیں ورنہ ویسے ہی اپنا لیے جائیں۔

3۔ عربی، فارسی یا ہندوستانی زبان سے یورپی زبانوں میں شامل الفاظ کو اپنی پہلی حالت میں مستعمل کرنا چاہیے۔

4۔ سائنسدانوں کے نام سے موسوم ایجادات کو اسی طرح رائج کرنا چاہیے۔

8۔ انگریزی سے جو مفرد اصطلاحات رومن، یونانی یا دیگر زبانوں سے قصوں کہانیوں کے ذریعے اُردو میں داخل ہوئے ہیں۔ اُن کا اصل جان کر انہیں اُردو کی اپنی اصطلاحوں میں بیان کرنا چاہیے۔

9۔ انگریزی کی اصطلاح اگر کسی شے کی غلط خاصیت کو واضح کر رہی ہو تو ہمیں اُس شے کے درست خواص معلوم کر کے اپنی اصطلاح واضح کرنی چاہیے۔

10۔ غیر زبان کی مفرد اصطلاح کے مقابل مفرد اصطلاح ہی بنانی چاہیے۔ اگر ممکن نہ ہو تو مرکب اصطلاح بنانی چاہیے۔

11۔ اکثر انگریزی مفرد اصطلاحات کا اُردو ترجمہ ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ اُس حالت میں نہیں اپنایا جاسکتا جب ترجمہ اصل اصطلاح کا مکمل واضح نہ کر رہا ہو یا ترجے سے اُس شے کی غلط خاصیت ظاہر ہونے کا احتمال ہو۔ عربی سے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے (Logic: منطق، Rectum: مستقیم

مفرد اصطلاحات کی اقسام:۔

مفرد اصطلاحات کی دو اقسام ہیں۔

1۔ اسمی

1۔ سبقلاحی

2۔ لاسبقلاحی۔ غیر سبقلاحی

2۔ فعلی

سبقلاحی ایسی اصطلاحات جو سابقوں اور لاحقوں سے بنائی جاتی ہیں جبکہ لاسبقلاحی ایسی اصطلاحات ہیں جو سابقوں اور لاحقوں کے علاوہ بنائی جاتی ہیں۔ اُردو کی عنصری زبانوں سے یا آوازوں سے مصادر بنائے جاتے ہیں۔ مصادر بنانے کے لیے مستعمل لاحقے درج ذیل ہیں۔

"نا، انا، کنا، کارنا، یانا، لانا، دانا" وغیرہ

اُردو میں مفرد اسما اور صفات ان لاحقوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ مرکب الفاظ سے بھی مصادر بنائے جاتے ہیں۔ مصادر کا بنیادی مقصد اختصار کے ساتھ مطلب واضح کرنا ہے۔ اصطلاحات کا بھی بنیادی مقصد جملوں کا اختصار ہے مثلاً اگر ہم کہیں "گوٹا برسات میں پڑا پڑا تانبے کے رنگ کا ہو گیا ہے" تو ہم تانبے کے لفظ سے ایک نیا مصدر بنالیں گے اور کہیں گے "گوٹا تنبیا گیا ہے"۔

اگر کسی انگریزی مصدر کے مقابل نیا مصدر اُردو میں بنانا ہو تو پہلے اس مصدر کے مادّے کا ترجمہ کرنا اور پھر اُردو زبان کی علامتوں میں سے کوئی علامت لگانی چاہیے۔ مثلاً "Nationalize" (قوم میں داخل ہونا) اب ہم اُردو میں اس کے مادہ "قوم" سے "قومانا / قومیانا" بنالیں گے۔ اسی طرح ایک مثال ملاحظہ فرمائیے "Electrify" (بجلی پہنچانا / دوڑانا) اب اس کے مادہ "برق" سے ہم لفظ "برقیانا / برقانا" بنالیں گے

اُردو میں دو الفاظ کو ملا کر ایک تیسرا یا نیا لفظ یا اصطلاح بنائی جاتی ہے جیسے (گلاب جامن، جیب گھڑی، بیل گاڑی وغیرہ) اسی طرح کچھ الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دو الفاظ کا ماخذ شامل ہوتا ہے۔ مثلاً (بھسکنا (بھینس اور کھانا) سے مل کر بنا ہے، سٹپٹانا (سٹی یعنی عقل اور پٹ) سے مل کر بنا ہے۔

اُردو کے جدید مصادر:۔

اشکانا (شک کرنا) برفانا (برف سے) جلسانا (جلسہ کرنے سے ہے)، سبزانا (سبزے سے بنایا گیا ہے)۔

جدید مصادر کے مشتقات:۔

عکسانا سے فاعل عکساؤ / عکسالو، مفعول عکسایا / عکسائی، حاصل مصدر عکساؤ / عکساوا، عکساہٹ۔ اور اگر فارسی کے قاعدے سے سبزیدنا سے فاعل سبزندہ / سبزیدو، مفعول سبزیدہ / سبزیدی، حاصل مصدر سبزیدگی بنے گا۔ آریائی زبانوں کے بولنے والوں کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سابقوں اور لاحقوں سے کئی قسم کے الفاظ تراکیب یا اصطلاحات بناسکتے ہیں۔ یہ بات انہیں دوسری زبانوں پر فوقیت دیتی ہے۔

"مثلاً: لفظ "برق" کو سابقوں کی مدد سے کئی نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔

بے برقی، بے برق، بابرقی، بابرق، پُربرق، لابرقیانہ، ہم برقی، لابرقیت۔۔۔ وغیرہ۔ اسی طرح اب ہم لاحقوں کی مدد سے نئے الفاظ بناتے ہیں۔ برقاپا، برقارا، برق آزار، برقاس، برق آزمائی، برق آفرینی، برق افشاں، برق آلودہ، برق افزائی، برق باری، برق پیمائی، برقیات دانی۔۔۔ وغیرہ۔ نیم سابقوں کی مدد سے بھی نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔ بیش برق، تیز برق، خلاف برق، نیز برقی، سیر برقی۔ نیم لاحقوں کی مدد سے، برق آشائی، برق اندام، برق خاطر برق پیکر، برق دماغی۔۔۔ وغیرہ"(۱۱)

ماحصّل:۔

لغت میں اصطلاح کے معانی، باہم صلح کرنا، باہم اتفاق کرنا یا باہم مل کر کسی امر کو قرار دینا کے ہیں۔ درج بالا تعریف تمام تر شعبہ ہائے زندگی کی اصطلاحات کو محیط ہے۔ کوئی اصطلاح ایسی نہیں ہوتی جس سے مکمل طور پر کوئی معنی یا مفہوم ظاہر کیا جاسکے۔ کسی بھی اصطلاح میں معنی یا مفہوم کی جھلک بھر ہوتی ہے۔ مثلاً اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ دھاتی عناصر کے لیے لاحقہ "یہ" اور غیر دھاتی عناصر کے لیے لاحقہ "ین" سے کام لیں تو۔ "یہ" سے زمرّدیہ، شعاعیہ، جرمانیہ وغیرہ۔ "ین" سے شمسین، بنفشین، قمرین، شگرفین وغیرہ۔ درج بالا تمام الفاظ اُردو میں اصطلاحات قرار پائیں گے۔ ان میں مکمل معنی یا مفہوم کا ہونا ضروری نہیں۔ بقول سید وحید الدین سلیم:

> "اگر ہم کیمیا کے دوگانہ مرکبات کا نام رکھنے میں اُن دو اجزا کے نام بغیر عطف کے باہم ملادیں، جن سے وہ مرکب ہوئے ہیں تو بلاشبہ ان ناموں سے یہ تو ضرور ظاہر ہوگا کہ ان مرکبات میں فلاں فلاں دو جز شامل ہیں مگر اُن کی مقدار کا تناسب کسی طرح ظاہر نہیں ہوگا۔ حالانکہ یہ تناسب بھی ایک ضروری کیمیائی واقعہ ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ پورا اور صحیح مفہوم کسی اصطلاح سے ظاہر ہوسکے"(۱۲)

اصطلاح میں ایک معنی ظاہر ہوتا ہے جبکہ دوسرا معنی فرض کر لیا جاتا ہے۔ جو اس اصطلاح میں مضمر ہوتا ہے۔ اصطلاح سے صرف اور صرف اختصار مقصود ہوتا ہے یعنی ایک طویل اور کثیف عبارت کی بجائے ایک علامت یا اصطلاح ترتیب دے لی جاتی ہے۔ جس سے تمام تر طوالت کا مفہوم اس ایک ترکیب میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اصطلاح سے کسی بڑے مفہوم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ پڑھنے اور لکھنے والوں کا وقت بچایا جاسکے۔

اُردو میں سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے اصطلاحات سازی کا عمل وقوع پزیز ہوتا ہے جبکہ عربی زبان میں یائے نسبتی سے صفت اور تائے تانیث لگا کر مختلف عقیدوں کے فرقوں اور شاہی خاندانوں کے نام رکھنے کے لیے بطور لاحقہ استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً (جبریہ، قدریہ، اثناعشریہ، جمیہ) فرقے (عباسیہ، امویہ، فاطمیہ) اسی طرح "یات" سے بہت سی اصطلاحات بنائی جاتی ہیں۔ (ریاضیات، طبعیات، فلکیات) ان امثال پر غور کیا جائے تو یہ صرف ایک معنی ظاہر کر رہی ہیں اور باقی تمام معنی اہل علم کے ترتیب شدہ اصولوں کے مطابق قرار دے دیئے گئے ہیں۔ شاعرانہ زبان میں اصطلاحات سازی کی بجائے علمی زبان میں اس کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اُردو میں اصطلاحات سازی اپنے آپ میں ایک مشکل اور پیچیدہ عمل ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب یہ کام کون انجام دے سکتا ہے۔ کیا وہ گروہ جو عربی اور فارسی کو اپنانا چاہتے ہیں یا وہ جو انگریزی زبان کو مشعلِ راہ سمجھتے ہیں یا وہ جو ہر زبان سے استفادہ حاصل کرنے کے حق میں ہیں۔ میرے ذاتی خیال میں زبانوں سے استفادے کے ساتھ ساتھ اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ آج دنیا فلسفہ اور دانائی کی باتوں سے بہت آگے جا چکی ہے۔

دنیا اب دلیل بھی نہیں مانتی ثبوت مانگتی ہے۔ اس لیے اب ہمیں کسی اور طرح سوچنا پڑے گا ورنہ ہم دوسری قوموں سے شاید بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ اس سلسلے میں ایسے لوگوں کو آگے آنے کی ضرورت ہے جو اُردو پر مکمل عبور رکھتے ہوں اور ساتھ میں سائنسی طریقہ تحقیق کے پر مکمل بھروسہ کرتے ہوں۔ اس کے علاوہ اب اس معاملے میں سائنس کے سبجیکٹ سپیشلسٹ کی ضرورت ہے۔

اگر آج عصری جدیدیت کی بات کی جائے تو اُردو میں سوائے تقلید کے کچھ اور نہیں ہو رہا۔ حضور جب تک خود پر اعتماد نہیں ہو گا تب تک دنیا ہمیں اپنے پیچھے چلاتی رہے گی۔ اُردو میں دو کام کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ ایک تو انگریزی یا دوسری زبانوں کے الفاظ جب اُردو تحریر کا حصّہ بنائے جائیں تو اُردو رسم الخط میں لکھے جائیں۔ اور دوسرا یہ کہ عربی قواعد کی روشنی میں اُردو مفرد الفاظ بنائے جائیں۔ زبان کے ارتقا کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید علوم کو سامنے رکھتے ہوئے زبان میں نئے نئے الفاظ شامل کیے جائیں۔ لیکن ان نئے الفاظ و اصطلاحات کو اپناتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ یہ اصطلاحات مختصر ہوں اگر طویل اور معرب اصطلاحات وضع کی جائیں تو وہ مقبولیت کے اُس درجے کو نہیں پہنچ سکتیں جو مختصر اصطلاحات بہت جلد حاصل کر لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو اصطلاحات وضع کی جائیں وہ زبان کے مزاج، بناوٹ اور تراکیب اور قواعد و گرامر سے میل رکھتی ہوں اور قدرتی طور پر اس میں شامل ہو کر اس کا حصہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ اُردو ایک مخلوط زبان ہے اس کی یہ خوبی اسے بہت سی زبانوں سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے مواقع فراہم کرتی ہے۔

اُردو زبان کی اسی خصوصیت کی وجہ سے آج بہت سی سائنسی اصطلاحات جو دنیا کی دوسری زبانوں میں رائج ہیں وہ من وعن اُردو زبان نے بھی اپنے اندر ضم کر لی ہیں۔ اس کی مثال بہت سے انگریزی الفاظ ایسے ہیں جو اب اُردو میں شامل ہو چکے ہیں اور ایسے بولے جاتے ہیں کہ کسی طور نہیں لگتے کہ غیر اُردو زبان کے ہیں۔ جو اصطلاحات روز مرہ زبان کا حصہ نہ بن سکیں اُنہیں ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔ کچھ اصطلاحات ایسی بھی تھیں جو مشکل ہونے کہ وجہ سے رواج نہ پا سکیں اور غیر معروف ہو کر رہ گئیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ الفاظ من و عن اُردو میں مشہور ہوئے۔ مثلاً (Transmitter: مرسل: لیکن ٹرانسمیٹر ہی مستعمل ہے، Time Table: اوقاتیہ: لیکن ٹائم ٹیبل ہی مستعمل ہے، Art Gallery: رنگ محل:

لیکن آرٹ گیلری ہی مستعمل ہے، Wall Clock: دیواری گھڑی: لیکن وال کلاک ہی مشہور اور مستعمل ہے، Audio , Video: سمعی و بصری: لیکن مستعمل آڈیو وڈیو ہی ہے۔۔

ڈاکٹر اشرف کمال علیم احمد کا حوالہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "کسی بھی سائنسی یعنی اصطلاح کو لازماً اس قابل ہونا چاہیے کہ اس سے فعل (ورب)، فاعل (سبجیکٹ)، مفعول (آبجیکٹ) اور دوسرے متعلقہ الفاظ اخذ (Derive) کیے جا سکیں۔ مطلب یہ کہ ایک بامعنی لفظ (اصطلاح) سے دوسرے کئی بامعنی الفاظ بنائے جاسکتے ہیں۔۔ مثلاً ایک مادے ح س ن پر غور فرمائیے اس مادے سے بننے والے کچھ الفاظ یہ ہیں۔۔۔ حَسَن، حَسَنَتہ، حُسنات، حَسنا، حِسان، حَسان، حُسین، حُسن، حَسین، اَحسن، احسان، محسن، محسنین، مُحسنات، حُسنات، تحسین، تحسن، اِستحسان، مُستَحسن۔"(۱۳)

اُردو تنقید کی اصطلاحات کی بات نہ کی جائے تو مضمون ادھورا رہے گا تنقید کی بہت سی ایسی اصطلاحات موجود ہیں جو یا تو ترجمہ ہیں یا من و عن استعمال کی جاتی ہیں۔ اُردو تنقید کی رائج اور مشہور اصطلاحات میں سے چند ڈاکٹر اشرف کمال کی کتاب "تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات" میں سے نقل کی جارہی ہیں:

> "علامت، تجریدیت، وجودیت، روسی ہیت پسندی، نئی تنقید، جدیدیت، مابعد جدیدیت، جو آبادیات، مابعد نو آبادیت، تاریخیت، نو تاریخیت، آئیڈیالوجی، ادب برائے زندگی، امیجری / پیکر تراشی، بین المتونیت، پیراڈائم، تانیثیت، تکنیک، سرقہ، جذبہ، واقعیت پسندی، خارجیت، خود کلامی، داخلیت، ڈسکورس، ڈکشن، رُوحِ عصر، رومانیت، شعور کی رو، سلاست، عالمگیریت، فطرت نگاری، قولِ محال، کلاسیکیت، نو کلاسیکیت، کیتھارسس، ماوراء حقیقت، ناسٹلجیا۔"(۱۴)

درج بالا اصطلاحات میں سے اکثر ایسی ہی جو مغرب سے مستعار لی گئی ہیں اور ان کا ترجمہ کرکے اُردو میں رائج کر دیا گیا ہے۔ ان اصطلاحات میں صرف ان کے نام کو اصطلاحی معنی پہنائے گئے ہیں جبکہ ان کا اطلاق ویسے ہی اُردو اصناف پر کیا جاتا ہے جیسے مغرب میں یہ رائج ہیں۔ تنقیدی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ لسانی اصطلاحات کا بھی ذکر کرنا کسی طور بے محل نہ ہوگا۔ لسانی اصطلاحات زیادہ تر مشکل ہیں ان کو سمجھنا قدرے مشکل عمل ہے۔ لسانی اصطلاحات کے حوالے سے ڈاکٹر اشرف کمال اپنی تصنیف "لسانیات اور زبان کی تشکیل" میں اصطلاحات والے باب میں لکھتے ہیں:

> "اصطلاحات عموماً مشکل اور پیچیدہ ہوتی ہیں۔ عام قاری کے لیے انھیں سمجھنا اس لیے بھی مشکل ہوتا ہے کہ لغوی معنوں کے بجائے یہاں اصطلاحی معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ جہاں تک مختلف سائنسی اصطلاحات کا تعلق ہے تو وہ کافی پیچیدہ ہوتی ہیں۔ عام آدمی یا جس آدمی نے سائنس نہ پڑھی ہو اس کے لیے تو سائنسی اصطلاحات کو سمجھنا ممکن نہیں ہوتا۔ اسی طرح ادبی اور تنقیدی اصطلاحات کو ادیب اور ناقدین ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔۔۔ مگر جہاں تک لسانی اصطلاحات کا تعلق ہے۔ یہ مشکل ضرور ہیں مگر چونکہ یہ زبان سے متعلق ہیں اور زبان ہر انسان بولتا اور سمجھتا ہے اس لیے انھیں تھوڑی سی محنت کے

ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہ اصطلاحات انگریزی سے آئی ہیں اور اگر ان کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے تو وہ بھی قدرے مشکل ہے۔"(۱۵)

لسانی اصطلاحات میں مستعمل اور رائج اصطلاحات (صوتیات، صوتیہ، صوت، حروفِ علت، سُر اور اسُر، مصمتے، مصوتے، صوتی رکن، فونیمیات، مارفیمیات، تشکیلیہ، اشتقاقیات، معنیات، صرف و نحو، ادغام، ڈسکورس، ساختیات، پس ساختیات) وغیرہ شامل ہیں۔

اصطلاحات کے بنانے کے بعد کا عمل اس برابر کی اہمیت کا حامل ہے کہ اب ان اصطلاحات کو عام لوگوں میں کیسے رائج کیا جائے اس ضمن میں سب سے زیادہ بوجھ پڑھے لکھے طبقے کے کندھوں پر جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی تحریروں میں اُن اصطلاحات کا استعمال کریں اور بولنے میں بھی ان کا استعمال کریں تاکہ لوگ انہیں پڑھ کر یا سن کر ان کی تقلید میں اصطلاحات کو عام روزمرہ بوچال اور تحریر میں شامل کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱) وصی اللہ کھوکھر "جہانگیر اُردو لغت"، "مقتدرہ قومی زبان"، ۲۰۱۰ء، ص:۵۷
۲) محمد عبداللہ خان خویشگی، "فرہنگ تلفظ (اُردو زبان میں مستعمل عربی، فارسی اور ترکی الفاظ)"، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص:۴۰
۳) سید احمد دہلوی، "فرہنگ آصفیہ" (جلد اوّل)، ترقی اُردو بیورو نئی دہلی، ۱۹۷۴ء، ص:۱۸۴
۴) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "اصطلاحات (اَدبی، تنقیدی، تحقیقی، لسانی)"، بک ٹائم اُردو بازار کراچی)، ۲۰۱۷ء، ص:۲۵
۵) جمیل جالبی، ڈاکٹر: "فرہنگ اصطلاحات"، ادارہ (جامعہ عثمانیہ)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء، ص:الف
۶) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "اصطلاحات (اَدبی، تنقیدی، تحقیقی، لسانی)"، بک ٹائم اُردو بازار کراچی، ۲۰۱۷ء، ص:۲۶
۷) شان الحق حقی: "وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث" مرتبہ: اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۲ء ص:۱۳
۸) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "اصطلاحات (اَدبی، تنقیدی، تحقیقی، لسانی)"، بک ٹائم اُردو بازار کراچی، ۲۰۱۷ء، ص:۲۵
۹) شاہجہانپوری، ابو سلمان، ڈاکٹر: "اُردو اصطلاحات سازی"، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء، ص:۴
۱۰) شاہجہانپوری، ابو سلمان، ڈاکٹر: "اُردو اصطلاحات سازی"، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء، ص:۸
۱۱) سید وحید الدین سلیم: "وضع اصطلاحات"، ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء، ص:۲۲۴
۱۲) سید وحید الدین سلیم: "وضع اصطلاحات"، ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء، ص:۱۹۸
۱۳) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "اصطلاحات (اَدبی، تنقیدی، تحقیقی، لسانی)"، بک ٹائم اُردو بازار کراچی، ۲۰۱۷ء، ص:۳۲، ۳۱
۱۴) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات"، مثال پبلشرز، رحیم سنٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد، ۲۰۱۶ء، ص:۸، ۷
۱۵) اشرف کمال، محمد، ڈاکٹر: "لسانیات اور زبان کی تشکیل"، عبداللہ اکیڈمی، میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص:۱۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Wasiullah Khokhar, *Jahangir Urdu Lughat*, Muqtadra Qaumi Zaban, 2010, P:57
2. Muhammad Abdullah Khan Khwaishgi, *Farhang-e-Talafuz (Urdu zaban mein mustamil Arabi, Farsi aur Turki alfaaz)*, Muqtadra Qaumi Zaban, Islamabad, 2007, P:40
3. Syed Ahmad Dehlavi, *Farhang-e-Asifiya* (Jild Awwal), Taraqqi Urdu Bureau, New Delhi, 1974, P:184
4. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Istilahaat (Adabi, Tanqeedi, Tehqeeqi, Lisani)*, Book Time, Urdu Bazar Karachi, 2017, P:25
5. Dr. Jameel Jalibi, *Farhang-e-Istilahaat*, Idara (Jamia Osmania), (Muqtadra Qaumi Zaban, Islamabad), 1991, P:Alif

6. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Istilahaat (Adabi, Tanqeedi, Tehqeeqi, Lisani)*, Book Time, Urdu Bazar Karachi, 2017, P:26
7. Shan-ul-Haq Haqqi, *Waz‘ Istilahaat ke Usooli Mabahis*, murattib: Ijaz Rahi, Muqtadra Qaumi Zaban, 1982, P:13
8. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Istilahaat (Adabi, Tanqeedi, Tehqeeqi, Lisani)*, Book Time, Urdu Bazar Karachi, 2017, P:25
9. Dr. Abu Salman Shahjahanpuri, *Urdu Istilahaat Saazi*, Muqtadra Qaumi Zaban, Islamabad, 1984, P:4
10. Dr. Abu Salman Shahjahanpuri, *Urdu Istilahaat Saazi*, Muqtadra Qaumi Zaban, Islamabad, 1984, P:8
11. Syed Waheeduddin Saleem, *Waz ‘Istilahaat*, Taraqqi Urdu Bureau, New Delhi, 1980, P:224
12. Syed Waheeduddin Saleem, *Waz ‘Istilahaat*, Taraqqi Urdu Bureau, New Delhi, 1980, P:198
13. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Istilahaat (Adabi, Tanqeedi, Tehqeeqi, Lisani)*, Book Time, Urdu Bazar Karachi, 2017, P:31–32
14. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Tanqeedi Theory aur Istilahaat*, Misal Publishers, Raheem Center, Press Market, Aminpur Bazar, Faisalabad, 2016, P:7–8
15. Dr. Muhammad Ashraf Kamal, *Lisaniyat aur Zaban ki Tashkeel*, Abdullah Academy, Mian Market, Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, 2018, P:12